شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحب آچھودی نور اللہ مرقدہ

کچھ یادیں کچھ باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی اٰلہ و اصحابہ و علی من تبعھم باحسان الی یوم الدین، امابعد!

محترم ومکرم حضرت مولانا عبدالستار صاحب بھاگلیا دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم: جامعہ رحمانیہ عربیہ دارالعلوم گودھرا) وجمیع متعلقین!

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون! امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ عاجلہ دائمہ مستمرہ عطا فرمائے، آپ کے سایۂ عاطفت کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر قائم ودائم فرمائے، آمین۔

شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی ابراہیم آچھودی صاحب نور اللہ مرقدہ کے حادثۂ جانکاہ کی خبر سنی، میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتا ہوں:

إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

اللھم اجرنا في مصیبتنا وعوضنا خیرا منھا،

اِنَّ للّٰہ ما أخذ، ولہ ما أعطی وکل شئی عندہ بأجل مسمی، فلتصبر ولتحتسب،

ندعوا من اللّٰہ تعالی أن یرزقکم صبراً جمیلا، وعلی ما فقدتم أجرا عظیما،

إن العین تدمع، والقلب یحزن، ولا نقول إلا ما یرضی ربنا.

سادہ دل اور سادی زندگی جینے والے حضرت مفتی صاحبؒ حقیقت میں زندگی گزار گئے:

موت اس کی ہے کہ کرے جس پر زمانہ افسوس
یوں تو آتے ہیں سبھی دنیا میں مرنے کے لیے

حضرت مفتی ابراہیم آچھودی صاحب نور اللہ مرقدہ اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر ہمارے پرانے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، حضرتؒ نے یکسوئی کے ساتھ علمی شغل کے اندر اپنی زندگی گزار دی، مطالعہ اور درس وتدریس ہی آپ کا رات دن کا شیوہ ہوتا تھا۔

حضرت مفتی ابراہیم صاحب نور اللہ مرقدہ کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند تھا کہ ان کا شمار ہمارے ماضی قریب کے معروف اکابرِ ملک وملت کی صف میں ہوتا تھا۔

بندے کی ایک ملاقات

جس سال (۱۹۹۲ء) بندہ جامعہ ڈابھیل میں دورۂ حدیث شریف میں پڑھ رہا تھا اس سال جامعہ کے سابق مہتمم حضرت مولانا سعید صاحب بزرگؒ کے انتقال پر انجمن کی طرف سے ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تھا، جس میں بندے نے انجمن کے ایک نمائندے کی حیثیت سے حضرت مولانا سید ابرار احمد صاحب دھلیویؒ (فاضلِ جامعہ ڈابھیل وسابق شیخ الحدیث فلاحِ دارین ترکیسر) کو دعوت پیش کی تھی۔

چنانچہ حضرت مولانا سید ابرار صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لائے اور بہت اچھا علمی بیان فرمایا، جو کہ ’’فیضِ ابرار‘‘ نامی کتاب (جس میں

آپؒ کے بیانات چھپے ہوے ہیں) میں موجود ہے۔

رات کو جلسے کے بعد حضرتؒ جامعہ کے قدیم مہمان خانہ پر (جو کہ تالاب کے کنارے اساتذہ کے کوٹر کی پہلی منزل پر واقع تھا) تشریف فرما تھے، ہم حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنے میں کسی نے اطلاع دی کہ مفتی ابراہیم صاحب آچھودی تشریف لائے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو حضرتؒ بڑے محبت بھرے انداز میں حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحب کے طرزِ تکلم کی ہو بہو نقل اتارتے ہوئے فرمانے لگے کہ: ابھی مفتی ابراہیم صاحب آ کر یوں کہیں گے کہ: مجھے حضرت مولانا ابرار صاحب سے طبعی محبت ہے، فطری محبت ہے۔

مولانا قدوری

حضرت الاستاذ مفتی سعید صاحب پالنپوری نور اللہ مرقدہ کے ساتھ ایک مرتبہ ہم بلیشور سے ڈابھیل کی طرف آرہے تھے، حضرت مفتی سعید صاحب نور اللہ مرقدہ گاڑی میں آگے بیٹھے ہوئے تھے اور پیچھے کی سیٹ پر میرے مشفق و محسن حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم، بندہ اور ایک تیسرے صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم چالو گاڑی میں اپنے معمول کے مطابق مغرب کی اوابین ادا فرما رہے تھے اسی درمیان حضرت مفتی سعید صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک بات چھیڑی کہ: مولانا قدوری نے یہ بات کہی ہے۔

چوں کہ حضرت مفتی سعید صاحبؒ کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت مفتی صاحب نماز میں مشغول ہے؛ اس لیے میں نے حضرت مفتی سعید صاحبؒ کو کہا کہ: اس وقت مفتی صاحب نفل پڑھ رہے ہیں۔

بہر حال! نوافل سے فراغت کے بعد مفتی احمد صاحب نے فوراً حضرت مفتی سعید صاحب سے گفتگو شروع کر دی۔

پھر بعد میں میں نے حضرت مفتی احمد صاحب سے پوچھا کہ: مولانا قدوری سے کون مراد ہے؟

تو فرمانے لگے کہ: مفتی ابراہیم صاحب کو مولانا قدوری کہتے ہیں۔

تو میں نے کہا: حضرت اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: ان کو ایک لمبے عرصے تک قدوری کتاب سے بڑی گہری مناسبت اور گہرا ربط رہا ہے؛ اس وجہ سے ان کو مولانا قدوری کہتے ہیں۔

والدِ مرحومؒ کا طلبہ کی تربیت کا واقعہ

موصوف مرحوم بندۂ ناچیز کو بار بار یہ واقعہ سنا چکے ہیں کہ: جس زمانے میں ڈابھیل کے اندر میں طالب علم تھا اس زمانے میں جب تیرے والد (چوں کہ والدِ مرحومؒ کا قیام مجلسِ خدام الدین کی نسبت سے طویل عرصہ سملک ڈابھیل میں رہا) ہم طلبہ کو گھومتے ہوئے دیکھتے تو ہمیشہ تنبیہ فرماتے اور کہتے کہ: پڑھنے آئے ہو یا گھومنے آئے ہو؟

اور اس طرح تنبیہ فرما کر ہم کو تعلیم میں مشغول رہنے کی تاکید فرماتے اور بے جا تفریحات سے ہم کو دور رہنے کی تاکید فرماتے۔

پڑھنے پڑھانے کے ساتھ مشغولیت اور انہماک کی کیفیت

جس سال عالی پور ہدایت الاسلام مدرسے میں بندے کی تدریس کا آغاز ہوا اس زمانے میں گودھرا کی کسی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی تو حضرت مفتی صاحبؒ جمعرات کو سبق سے فارغ ہو کر اس مسجد کے چندے کے سلسلے میں دور دور کے علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے اور جمعہ کا پورا دن چندے میں گزارتے تھے اور پھر عشا کے بعد ٹرک میں سوار ہو کر واپس گودھرا تشریف لے جاتے اور صبح باقاعدہ سبق پڑھاتے؛ تا کہ سبق کا ناغہ نہ ہو۔ یہ تھی مرحوم کی تعلیم و تعلّم کے ساتھ مشغولیت اور انہماک کی کیفیت۔

ظاہر ہے کہ پورا دن کسی علاقے میں چندہ کرنا، پھر رات بھر سفر کر کے گودھرا واپس جانا اور صبح میں پڑھانا، یہ وہی آدمی کر سکتا ہے جس کو اللہ کے گھر کی خدمت کا بھی ذوق وشوق ہو اور تعلیم تعلم سے بھی کافی لگاؤ ہو۔

حضرتؒ کی ایک عجیب نصیحت

اس تعمیرِ مسجد کے چندے کے سفر کے زمانے میں جو میری تدریس کا ابتدائی زمانہ تھا جب حضرت مرحوم میرے گھر تشریف لائے تھے تو مدرسے کی طرف سے مجھے جو مکان ملا تھا اس کے آگے والے کمرے میں والدہ مرحومہ کی عنایت فرمائی ہوئی دونئی چادر بچھائی ہوئی تھی جو میں نے مرحوم کے استقبال میں بچھوائی تھی۔

چنانچہ! جب مولانا گھر تشریف لائے تو چائے نوشی اور ناشتہ فرمانے کے بعد مجھے بہت محبت اور شفقت سے فرمانے لگے کہ: مفتی محمود! گھر میں سیدھی سادی چادر ہوگی تو کام چل جائے گا؛ لیکن دل ودماغ کمزور ہوگا تو نہیں چلے گا؛ اس لیے پیسے بچا کر مقوی غذا استعمال کرو: بادام، پستے، اخروٹ کھاؤ! مدرس کے لیے ایسی مقوی غذا بہت ضروری ہوا کرتی ہے۔

میں مولانا مرحوم کی اس بات سے بہت متأثر ہوا کہ ہمارے اکابرین کی نظریں کہاں کہاں ہوا کرتی ہے۔

حضرتؒ کی سادگی

ایک مرتبہ گودھرا کے سفر کے موقع پر اچانک حضرت مرحومؒ کی ملاقات کے لیے دار العلوم پر بندے کی حاضری ہوئی تو دیکھا کہ حضرتؒ صرف ازار پہن کر کونے میں بیٹھ کر مطالعے میں مشغول ہیں؛ چونکہ سخت گرمی کے ایام تھے؛ اس لیے گرمی سے بچنے کے لیے اس طرح بیٹھے تھے۔

چنانچہ! میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت خوش ہوئے اور محبت کا اظہار فرمایا اور پھر فرمانے لگے کہ: گرمی بہت سخت ہے؛ اس لیے میں اس انداز سے مطالعہ کرتا ہوں اور چونکہ تم تو میرے گھر کے ہو؛ اس لیے اسی حالت میں ہوں۔

اسی طرح جب بھی دار العلوم گودھرا جانا ہوتا اور حضرتؒ سے ملاقات ہوتی تو بے انتہا محبت کا اظہار فرماتے اور خردنوازی سے مالا مال کرتے اور میزبانی تو لازمی تھی، کچھ نہ کچھ کھلا پلا کر ہی چھوڑتے تھے اور زم زم کھجور پیش فرماتے؛ تا کہ کوئی انکار ہی نہ کر سکے۔

سفر کے دوران کے کچھ واقعات

گودھرا میں مقیم میرے محسن ''حاجی سلیم شیخ اور ڈاکٹر ادریس صاحب' کنکوڈی' کے حضرتؒ سے بڑے اچھے اور گہرے تعلقات رہے ہیں؛ چنانچہ ان حضرات نے حضرتؒ کے ساتھ اکابر کی ملاقات کے لیے دیو بند اور سہارنپور کے دور دراز اسفار بھی بائے روڈ فرمائے ہیں جس کی وجہ سے ان کو حضرتؒ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی خدمت اور صحبت کے اچھے اثرات ان حضرات کی زندگی میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

حاجی سلیم شیخ نے ۲۰۱۲ء کے دیو بند وسہارنپور کے سفر کے کچھ حالات ذکر کیے جو یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) جب حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کی قبر پر حاضری ہوئی تو حضرت مفتی صاحبؒ نے ادب اور احترام کے ساتھ اس طرح گردن جھکا کر ایصالِ ثواب کیا گویا کہ آپ کے استاذِ محترم زندگی میں آپ کے سامنے موجود ہیں۔

وہاں کسی سے یہ بھی سنا کہ سبق کے دوران حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بہت سی مرتبہ یہ فرماتے کہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریں گے کہ: کیا لائے ہو؟ تو میں اس وقت ''آچھودیہ'' کو پیش کروں گا (یعنی حضرت مفتی ابراہیم صاحب آچھودی کو)۔

سفر کے دوران بڑے بے تکلفی سے فرمایا کہ: میرے حصے میں جو خرچ آیا وہ مجھے بتلا دو اور مجھ سے لے لو، لاکھ اصرار کے باجود حضرت نہیں مانے اور اپنا خرچ پورا پورا دیا۔

سفر کے دوران جب دومرتبہ دارالعلوم دیوبند اور وقف کے الگ ہونے کا ذکر آیا تو حضرت مفتی صاحبؒ بہت روئے۔

آپؒ کی کرامت کا ایک عجیب واقعہ

نئی دہلی سے غازی آباد والے راستے پر رات کو خاص طور پر چیونٹیوں کی طرح ٹرافک رہتی ہیں، کوئی کسی کی نہیں سنتا، سب کو منزل پر پہنچنے کی فکر رہتی ہے، ہم رات کے وقت دہلی سے دیوبند کا راستہ بھول گئے تھے، میں ڈر گیا تو میری حالت کو دیکھ حضرت مفتی صاحبؒ نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ: گھبراؤ نہیں! ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی فرشتہ ضرور بھیج دیں گے۔ تھوڑی ہی دیر میں اچانک ہیل میٹ پہنے ہوئی ایک نوجوان لڑکا ہماری چلتی ہوئی گاڑی کی کھڑکی کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ کو دیوبند جانا ہے؟ میرے پیچھے پیچھے آیئے!
ہم اس کے پیچھے پیچھے چلے، تقریباً بیس کلومیٹر تک اس نے ہماری رہبری کی اور دیوبند کے راستے کی طرف اشارہ کر کے وہ آدمی کہاں چلا گیا ہمیں پتہ ہی نہیں چلا! (حاجی سلیم کی باتیں پوری ہوئیں)

مولانا مرحوم جامعہ ڈابھیل کے طالبِ علم بھی رہے ہیں اور جامعہ ڈابھیل کے مدرس بھی رہے ہیں، ہمارے جامعہ ڈابھیل کے سابق ناظمِ کتب خانہ ہمارے مشفق حضرت مولانا موسیٰ صاحب بھڑکودروی آپ کے بچپن کے دوست ہیں، وہ ہم کو مرحوم کے کچھ لطائف بھی سنایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحبؒ کی زندگی بھر کی خدمات کو بے انتہا قبول فرمائے اور درجاتِ عالیہ سے ان کو مالا مال فرمائے اور دارالعلوم گودھرا کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل یا سواء البدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کی پاکیزہ زندگی کی خوبیاں ہم بعد والوں کو بقدرِ استطاعت اپنانے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے، (آمین)۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(مفتی) محمود بارڈولی (دامت برکاتہم)
استاذِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل
وخادمِ حدیث شریف: جامعہ دارالاحسان بارڈولی
مؤرخہ: ۷؍جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ
مطابق: ۱۱؍جنوری ۲۰۲۲ء